مباحثہ ومکالمہ

محمد رشید*

''عافیہ''......ایک تنقیدی جائزہ

عالم اسلام کی بیٹی......عافیہ صدیقی کی مظلومیت، بے بسی، لاچاری اور اذیت ناک قید پر جتنا بھی دکھ اور افسوس کیا جائے، کم ہے۔ عافیہ کے ساتھ انسانیت سوز سلوک انسانی سماج اور تہذیب کے منہ پر ابلیس کا ایک زوردار تھپڑ ہے۔ یہ اکیسویں صدی کے بھیانک ترین انسانی المیوں میں سے ایک ہے۔ پاکستانی قوم کی ایک نہایت ذہین اور اعلیٰ تعلیم یافتہ حافظ قرآن بیٹی کے ساتھ امریکہ کے وحشیانہ اور حیوانی سلوک کا اصل محرک کون سی بات بنی؟ عافیہ صدیقی کی زندگی، نظریات اور موومنٹ کی تفصیلات کیا رہی ہیں؟ یہ اور اس قسم کے دوسرے سوالات ہر اس پڑھے لکھے انسان کے ذہن میں اٹھتے ہیں جو اکیسویں صدی کے بھیانک ترین المیوں میں سے اس خونچکاں المیے کے لیے اپنے دل میں درد اور سینے میں چبھن محسوس کرتا ہے۔

اکیسویں صدی کے فرعون اعظم کے بھیانک ترین مظالم اور اذیتوں کی خبروں نے عالم اسلام کے بچے بچے کے دل میں عافیہ صدیقی کے لیے بے پناہ ہمدردی اور رحم پیدا کر دیا، اسے ایک ہیرو کا درجہ دے دیا کہ آخر اس مظلوم لڑکی میں کوئی تو ایسی خوبی اور طاقت تھی کہ جس سے اکیسویں صدی کا فرعون اعظم بھی خوفزدہ ہوگیا۔ ظالم ہمیشہ بزدل ہوتا ہے۔ تمام دنیا نے امریکی بزدلی اور نامردی کا یہ تماشا دیکھا کہ اس نے ایک کمزور عورت پر اپنی وحشیانہ طاقت کا زور آزمایا، لیکن اپنی تمام تر وحشیانہ تعذیبوں اور حیوانی سلوک کے باوجود اس کمزور اور ناتواں عورت کا حوصلہ اور ایمان توڑنے میں ناکام رہے۔ اکیسویں صدی کی اس مظلوم ترین عورت کے مقابل اپنے آپ کو لاکر وقت کی سپر پاور نے ثابت کر دیا کہ اس کا زور صرف نہتے، بے بس اور مجبور لوگوں پر چلتا ہے۔ یہ ظلم کر کے درحقیقت امریکہ نے تمام عالم کے لوگوں میں اور خود امریکی سماج کے شائستہ لوگوں میں اپنے خلاف بدترین نفرت اور حقارت کے بیج بوئے ہیں۔

اس مختصر سی تمہید کے بعد اب ہم اس موضوع پر شائع ہونے والی ایک کتاب ''عافیہ'' پر اپنی حقیر رائے کا اظہار کرنا چاہتے ہیں۔ ہفت روزہ ضرب مومن میں تسلسل کے ساتھ اس کتاب کا اشتہار بڑے تزک واحتشام کے ساتھ شائع ہو رہا ہے۔ اشتہار سے متاثر ہو کر ہم نے کتاب خریدنے کا سوچا۔ بک سینٹر جا کر کتاب کے فہرست مضامین دیکھے تو بڑے متاثر ہوئے کہ کتاب واقعتاً عافیہ صدیقی کی زندگی کے تفصیلی اور تحقیقی حالات پر مشتمل ہوگی، کیونکہ اشتہار مذکور میں موضوع سے متعلق بہت سے حقائق آشکارا ہونے کا دعویٰ کیا گیا ہے، لیکن کتاب پڑھ کر ہمیں مایوسی ہوئی کہ ہم اخباروں

کے ذریعے سے اپنی محترم بہن عافیہ صدیقی کے بارے میں جو کچھ جان چکے تھے، اس ضخیم کتاب نے ان معلومات میں کوئی قابل ذکر اضافہ نہیں کیا۔

مصنف نے کتاب ناول کے انداز میں لکھنے کی کوشش کی ہے، لیکن ہمیں نہایت افسوس سے عرض کرنا پڑ رہا ہے کہ وہ نہ ہی ناول کے انداز کو نبھا سکے ہیں اور نہ ہی تحقیقی رپورٹ کا انداز اپنا سکے ہیں۔ کتاب میں بہت کچھ ہے...... معلومات ہیں...... نصائح ہیں...... خوبصورت اور کردار ساز احادیث کا بیان ہے...... کئی معلومات ہیں...... لیکن ہمیں پھر افسوس سے عرض کرنا پڑ رہا ہے کہ یہ سب کچھ لکھنے کے لیے ''عافیہ صدیقی'' کا عنوان نامناسب ہی نہیں، بڑی حد تک غیر متعلق بھی ہے۔ اگر بہت ہی رعایت کی جائے تو یہ کہا جا سکتا ہے کہ کتاب میں 10 فیصد تذکرہ عافیہ صدیقی کا ہے اور باقی 90 فیصد مصنف کی دیگر معلومات اور مطالعہ کو زبردستی ''عافیہ'' کے عنوان کے تحت تحریر کر دیا گیا ہے۔ جس ادارہ سے مصنف کا تعلق ہے، ہم اس ادارہ سے عقیدتمندانہ تعلق رکھتے ہیں، لیکن تمام تر عقیدتمندی اور خوش گمانی کے باوجود ہمارا خیال ہے کہ مصنف نے اپنی متنوع معلومات کو قارئین تک پہنچانے کے لیے 21 ویں صدی کے فرعون اعظم کے مظالم کا شکار جدید دور کی اس مظلوم ترین محترم خاتون کے نام ''عافیہ'' کا عنوان اختیار کر کے عدل اور دیانت کا مظاہرہ نہیں کیا۔ اخباری کالموں کے طرز پر مبنی تبصروں، رپورٹوں اور اظہار خیال کے لیے امت کی اس مظلوم ترین بیٹی کے نام کا عنوان ایک نامناسب طرز عمل ہے۔ کتاب پڑھنے کے بعد جب ہم ضرب مومن میں شائع ہونے والے اشتہار کے اس دعویٰ ''ڈاکٹر عافیہ صدیقی کی زندگی پر پہلی تفصیلی کتاب جس میں بہت سے حقائق آشکار ہوتے ہیں'' کو دیکھتے ہیں تو اس میں ہمیں حقیقت بیانی کی بجائے اشتہار بازی نظر آتی ہے۔

ایک ناول پڑھنے والے کو یہ کتاب ایک substandard صنف کا ناول لگتا ہے جس کی وجہ سے وہ بہت جلد کتاب میں اپنی دلچسپی کھو دیتا ہے...... ایک تحقیقی رپورٹ کے شوقین قاری کو یہ کتاب عافیہ صدیقی کی زندگی کے حقیقی رخ، نظریات اور مقاصد کی مستند تفصیلات سے عاری محسوس ہوتی ہے...... عافیہ صدیقی کی زندگی کی مستند معلومات اور تفصیلات کی کمی کو سطحی تبصروں اور سطحی جذبات کے اظہار سے پوری کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

مصنف اسلام سے اور مسلمانوں سے محبت کرتے ہیں، نوجوان ہیں، عالم دین ہیں، سلیس زبان میں مافی الضمیر کا اظہار کرنا جانتے ہیں...... ان کی یہ ساری خوبیاں ہمارے دل میں ان کے لیے احترام کو جگہ دیتی ہیں۔ لیکن ان کی باتوں میں جس چیز کی ہم نے بے حد کمی اور فقدان کو محسوس کیا، وہ ہے تحقیقی انداز۔ ہم دست بستہ عرض کرنا چاہتے ہیں کہ یہی وہ چیز ہے جس کی وجہ سے مغرب نے ہمیں پچھاڑ دیا ہے۔ ہم اپنی تمام تر خوش عقیدتوں، خوش فہمیوں اور مذہب پسندیوں کے باوجود اسلام اور عقل کے لوازمات یعنی تحقیق پسندی کی جان جوکھوں سے چونکہ دور بھاگتے ہیں، اس لیے دین اور دنیا دونوں میں شدید ترین زوال سے دوچار ہیں۔ میں اپنے محترم دوست جناب انور غازی سے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میرے محترم! آپ کے پاس اگر کسی موضوع پر صرف دس پندرہ صفحات کا مواد ہے اور آپ اسے کھینچ تان کر چار سو صفحوں پر پھیلانا چاہتے ہیں تو یہ نہ صرف ایک غیر علمی اور غیر سنجیدہ طرز عمل ہے بلکہ اپنا اور قارئین کا وقت ضائع کرنے کے مترادف بھی ہے۔ ہمیں جہاں مصنف محترم کے مطالعہ میں پھیلاؤ پر خوشی ہوئی، وہاں ان کے مطالعہ میں گہرائی

اور رسوخ کی کمی شدت سے محسوس ہوئی۔ سطحی تجزیوں، سطحی معلومات اور سطحی تبصروں سے مارکیٹ میں تو شاید جگہ بن جاتی ہو، یہ چیزیں عوامی نعروں اور عوامی تقریروں کی طرح تو شاید عوام میں پذیرائی حاصل کر لیتی ہوں، لیکن یہ چیز ٹھوس تعمیری کام میں قطعاً مفید ثابت نہیں ہوتی۔

مصنف محترم نے جہاں امت کی ایک نہایت مظلوم بیٹی پر اسلام دشمن درندوں کے ظلم وستم پر آنسو بہائے ہیں، وہاں اسلامی اسکالر ہونے کے ناطے ان کا فرض بنتا تھا کہ وہ نہایت نصح اور خیر خواہی سے قارئین پر واضح کرتے کہ ایک مسلم خاتون کا اپنے وطن سے ہزاروں میل دور دجالی تہذیب کے نمائندہ ملک میں تعلیم کی غرض سے سفر کر کے جانا اور حیا سوز معاشرے میں مخلوط تعلیمی اداروں سے تعلیم حاصل کرنا اسلام کے نزدیک ایک ناپسندیدہ اور ناجائز عمل ہے۔ اسلام ایک مسلمان کے لیے ایمان کے بعد اہم ترین قدر یا اثاثہ آبرو کی حفاظت کو قرار دیتا ہے۔ لہٰذا ایسی کسی تعلیم کی اسلام قطعاً اجازت نہیں دیتا جس کے حصول میں آبرو کو خطرات لاحق ہوں۔ اسلام اور دجالی تہذیب کا یہ وہ بنیادی فرق ہے کہ اسلام کے نزدیک تو آبرو کی حفاظت اس کے اہم ترین مذہبی ومعاشرتی اقدار میں سے ہے جبکہ مغربی دجالی تہذیب ومعاشرت کی نمایاں پہچان اور امتیازی شان ہی آبرو کی حفاظت کے تمام فکری وعملی عوامل کو بیخ وبن سے اکھاڑ پھینکنا ہے۔ لہٰذا ہماری مظلوم بہن عافیہ صدیقی کے خونچکاں المیہ کے بعد عالم اسلام کے مسلمانوں کو جو اہم ترین فیصلہ کرنا چاہیے وہ یہ ہے کہ وہ کبھی بھی کسی بھی صورت میں اپنی عصمت مآب بیٹیوں کو تعلیم کے مقدس نام پر مغرب کے ناپاک دجالی معاشرے میں نہیں بھیجیں گے بلکہ اپنے ہی ملکوں میں خواتین کے لیے اعلیٰ ترین تعلیمی ادارے قائم کریں گے۔ اسے ایک اصول اور پالیسی کے طور پر تمام اسلامی ممالک کو اختیار کرنے کی دعوت دینی چاہیے۔

مصنف محترم نے ڈاکٹر عافیہ صدیقی اور ارفع کریم کے حوالے سے تحریر فرمایا ہے کہ دونوں قوم میں تعلیمی انقلاب لانے کی متمنی تھیں۔ خاص طور پر ڈاکٹر عافیہ صدیقی کے بارے میں یہ انکشاف کیا گیا ہے کہ انہوں نے ایک ایسا نصاب تشکیل دیا تھا جس کے نتیجے میں صرف دس سال میں قوم میں تعلیمی انقلاب لایا جا سکتا تھا۔ ہمیں اس دعویٰ میں ایک جھول محسوس ہو رہا ہے کہ اگر ایسا کوئی تعلیمی نصاب واقعتاً ہماری محترم ومظلوم بہن نے تشکیل دیا تھا تو اسے منظر عام پر لانا چاہیے۔ خاص طور پر دین وملت کا درد رکھنے والے افراد اور اداروں کو یہ نصاب بحث کے لیے پیش کیا جانا چاہیے۔ اس نصاب کی تفصیلات کی عدم دستیابی اس بات کو تقویت دیتی ہے کہ یہ محض مصنف کا دعویٰ ہے جس کے ثبوت کے لیے کوئی تحریری مواد اور شہادت موجود نہیں ہے۔ تعلیم کے میدان میں بحیثیت قوم ہم جس دردناک ترین اور بھیانک ترین دور سے گزر رہے ہیں، ان حالات میں قوم میں تعلیم کے احیا کا ایسا صالح منصوبہ قوم کی امانت بن جاتا ہے جس کا منظر عام پر لانا ازبس ضروری ہو جاتا ہے۔

امید ہے کہ ہماری ان چند گستاخانہ گذارشات کو ایک ادنیٰ خیر خواہ کی خیر خواہی کے طور پر لیا جائے گا اور جن نکات کی طرف توجہ دلائی گئی ہے ان پر ضرور غور فرمایا جائے گا۔